حافظ محمد طاہر محمود اشرفی
کالم نگار روزنامہ ''جناح''

طالبان اور ملا عمر کے بغیر افغانستان میں امن قائم نہیں ہوسکتا

قارئین سخت جان تو ایک سال سے لکھ رہا ہے کہ معاملات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ امریکی ملا عمر قدموں میں بیٹھ کر اپنی عزت بچانے کی کوشش کر رہے ہیں' افغانستان کے مرد قلندر نے عالمی قوتوں کو افغانستان میں رسوا کر کے رکھ دیا ہے اب یہ عالمی قوتیں افغانستان سے نکلنے کے لئے راہ فرار اختیار کرنا چاہتی ہیں مگر اس فرار کو شکست کا نام نہیں دینا چاہتیں بلکہ اس کی ذمہ داری پاکستان پر ڈالنا چاہتی ہیں۔ ایک طرف اس طرح کی کوششیں جاری ہیں دوسری طرف افغان امن مشن کے نام پر ایک پندرہ رکنی وفد سابق افغان صدر برہان الدین ربانی کی قیادت میں پاکستان آیا ہوا ہے۔ یہ وفد یہ دعویٰ بھی رکھتا ہے کہ اس کو اقوام متحدہ کی حمایت حاصل ہے' پروفیسر برہان الدین سے میرا محبت اور احترام کا رشتہ ہے' دنیا کے کئی ممالک کے اسفار میں پروفیسر ربانی کا ہمسفر رہا ہوں۔ اس محبت میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ سنجیدہ رویہ رکھنے والے رہنما ہیں۔ ۶ رجنوری کو پروفیسر ربانی نے جنرل کیانی سے ملاقات کے بعد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فرزند مولانا سمیع الحق سے ایک تفصیلی ملاقات کی اس ملاقات میں ان کے وفد کے اراکین جن میں حاجی دین محمد' مولانا ارسلان خان رحمانی' قاضی محمد امین وقاد اور دیگر حضرات تھے' نے مولانا سمیع الحق کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ دیا۔ سخت جان کی اطلاعات کے مطابق مولانا سمیع الحق اور پروفیسر ربانی کے درمیان ملاقات میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ سے لے کر مولانا یونس خالص تک کا ذکر آیا۔ اس ملاقات میں مجاہدین کی آپس کی لڑائیوں کا بھی ذکر ہوا مگر پروفیسر ربانی نے جس سنجیدگی سے مفاہمتی اور مصالحتی کوششوں کا ذکر کیا اس سے کچھ امید تو کی جاسکتی ہے مگر اصل بات تو وہی ہے جو مولانا سمیع الحق نے کہی اور سخت جان ایک طویل عرصہ سے لکھ رہا ہے کہ ملا عمر کے بغیر کسی قسم کے مذاکرات ممکن نہیں ہیں' مولانا سمیع الحق کا موقف یہ تھا کہ اصل کردار تو اس سارے معاملے میں ملا عمر اور امریکہ کا ہے' ہمارا کردار مصالحتی ہوسکتا ہے۔ جب تک ملا عمر کے نامزد اراکین کو آزادی کے ساتھ مذاکرات میں شریک نہیں کیا جاتا اس وقت تک مسائل حل نہیں ہوسکتے۔ امن قائم نہیں ہوسکتا' یہ مصالحتی وفد پہلے امریکیوں سے اقوام متحدہ سے بات کرے اور ملا عمر سمیت ان کے وہ تمام ساتھی جو مذاکرات کا حصہ ہوسکتے ہیں' ان کو مکمل ضمانت مہیا کی جائے کہ ان کے مذاکرات کے عمل میں شریک ہونے کے بعد ان کا تحفظ کیا جائے گا۔ اصل قوت تو ملا عمر ہیں' وہ جو بات کریں گے اس پر سنجیدگی سے سوچنا ہوگا۔ امن وفد کے سربراہ سمیت تمام اراکین نے فرزند دارالعلوم حقانیہ پر جس اعتماد کا اظہار کیا وہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے ساتھ عقیدت اور محبت کرنے والوں کو اللہ کریم نے ایک بار پھر فتح سے نوازا ہے' اب مولانا سمیع الحق پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف افغانستان میں امن کی بات کریں بلکہ پاکستان کے قبائل میں بھی امن کے سلسلہ میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ ملا عمر سے لے کر افغانستان میں طالبان اور مجاہدین کے تمام گروپ مولانا سمیع الحق پر اعتماد کے لئے تیار ہوں گے' ممکن ہے کہ القاعدہ اور طالبان کے درمیان معاملات میں بھی مولانا سمیع الحق اپنا کردار ادا کر سکیں مگر یہ بات مدنظر رہنی چاہیے کہ اگر پاکستان کے علاقوں میں ڈرون حملے جاری رہیں گے' بے گناہ انسانوں کا خون بہتا رہے گا' تو پھر نہ افغانستان میں دیرپا قائم ہوسکتا ہے اور نہ ہی پاکستان میں۔ جہاں تک مغربی ذرائع ابلاغ کا یہ سوال ہے کہ پروفیسر ربانی دارالعلوم حقانیہ کیوں نہیں گئے تو یہ سوال مولانا سمیع الحق سے زیادہ پروفیسر ربانی اور ان کے ساتھیوں سے پوچھنے کا ہے کہ جو دارالعلوم حقانیہ آپ کا مسکن تھا اس کے دروازے آخر آج آپ کے لئے کیوں بند ہیں۔ (بشکریہ روزنامہ ''جناح'' ۱۰ جنوری ۲۰۱۱ء)